سب ٹائٹل

جملہ حقوق

فہرست

﴿تقویٰ اختیار کرنا﴾ 13

تقویٰ کا وسیع مفہوم: 13

گناہ گار سے نفرت نہ کریں: 13

آدم بے زاری: 13

1: حق و باطل کے درمیان فرق: 14

2: مصیبت سے بچنے کا راستہ: 14

ہر شخص کی ضرورت: 14

3: بے گمان رزق: 14

رزق کا مدار: 15

4: مشکلات میں آسانی: 15

5: گناہوں کی معافی: 15

6: اجرِ عظیم: 16

1: سچے متقین کی صحبت میں رہنا: 17

2: یہ دعا مانگتے رہنا: 17

﴿اللہ کے کلام کی تلاوت کرنا﴾ 18
تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب: 18
سورۃ التوبۃ سے پہلے بسم اللہ کا مسئلہ: 18
قرآن کریم کے حقوق: 19
قرآن دل کا زنگ اتارتا ہے: 20
فرشتوں کی مبارکباد: 20
بہترین مسلمان: 21
حامل قرآن کی تعریف: 21
حامل قرآن پر رشک: 21
مشغول بالقرآن کی فضیلت: 22
حدیث قدسی کی تعریف: 22
1=10 نیکیاں: 22
حاملین قرآن کے پانچ انعامات: 23
تکمیل قرآن قبولیتِ دعا کا وقت: 23
ختمِ قرآن پر گھر والے اکٹھے ہوں: 24
چار ہزار ملائکہ کی آمین: 24
مالِ غنیمت کی تقسیم جیسا اجر: 24
الحال المرتحل: 25
ملائکہ کی دعائے مغفرت: 25

نزولِ رحمت کا وقت: 26
ملائکہ بوسہ لیتے ہیں: 26
اجر اور حشر: 26
اکرام و اعزاز: 27
حافظِ قرآن کی جنت: 27
عامل بالقرآن کے والدین: 28
حافظِ قرآن کی شفاعت: 28
قرآن سے خالی دل: 29
﴿اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا﴾ 30
عبادات کی شرائط: 30
ذکر اللہ سے متعلق دس اہم باتیں: 30
ذکر اللہ کی برکات: 31
ذکر اللہ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں: 32
ذکر اللہ اور عبادات: 33
ذکر اللہ اور نماز: 33
نماز کے بعد ذکر کا مسئلہ: 34
ذکر اللہ اور نماز جمعہ: 35
ذکر اللہ اور نماز کسوف: 35
ذکر اللہ اور حج: 36

ذکر اللہ... طواف، سعی اور رمی: 36

ذکر اللہ اور جہاد: 37

ذکر اللہ کا فلسفہ: 37

ذکر اللہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں: 38

1: زندہ و مردہ: 38

2: زیادہ اجر والے عبادت گزار: 38

3: روحانی بیماریوں کا علاج: 39

4: ذکر اللہ کی مجالس: 40

5: ذکر اللہ کے حلقے: 42

6: رحمتِ خداوندی کا نزول: 43

7: موت کی حالت میں: 44

8: عذاب سے نجات: 44

9: عرش الٰہی کا سایہ: 44

10: اہل جنت کی حسرت: 45

ذکر اللہ کے متعلق پانچ اہم باتیں: 46

ذکر اللہ کے ثمرات: 47

سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ (بارہ) تسبیحات: 48

تنہائی والا ذکر زیادہ مفید ہے: 49

فوائد: 49

﴾اکثر اوقات خاموش رہنا﴿ 50

زبان کا استعمال: 50

شیطانی حملوں سے حفاظت: 50

دینی امور میں مددگار: 51

خاموشی میں سلامتی: 51

خاموشی میں دانائی: 51

خاموشی میں رحمت: 52

خاموشی میں نجات: 52

خاموشی اور تنہائی کا معیار: 53

کم بولنا حکمت ہے: 54

اسلام کی خوبی: 54

نیکی اور برائی کا مدار: 55

زیادہ گناہوں کی وجہ: 55

اچھی بات یا پھر خاموشی: 56

کاش میں گونگا ہوتا: 56

غیبت اور چغلی کی تلافی: 57

دعوتِ فکر: 57

﴾زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرنا﴿ 58

جنت، جہنم اور دنیا: 58

اسلام اور فطری حقائق:..............................58
مسکرانا سنتِ رسول ﷺ ہے:..............................59
ملاقات کے وقت مسکرانا:..............................59
رسول اللہ ﷺ مسکرادیے:..............................59
دوستوں کی محفل میں مسکرانا:..............................61
دشمن کی شکست پر مسکرانا:..............................62
مسکرانے کی حد:..............................62
مردہ دل:..............................63
بے نور چہرہ:..............................63
جلوت وخلوت:..............................63
﴿ہمیشہ حق بات کہنا﴾..............................64
حدیث کا درست مفہوم:..............................64
حدیث کا غلط مفہوم:..............................64
سننے والے کے مزاج کے خلاف:..............................65
کہنے والے کے مزاج کے خلاف:..............................65
درست بات کا حکم اور انعامات:..............................65
اعمال کی درستگی:..............................66
گناہوں کی معافی:..............................66
حسن سلوک والی گفتگو:..............................67

صاف اور واضح گفتگو: 67
گفتگو میں بات کو دہرانا: 67
بلاضرورت گفتگو: 68
ادائیگی الفاظ کی رعایت: 68
معنی خیز اور جامع گفتگو: 69
کمی زیادتی سے پاک گفتگو: 69
نرم خوئی: 70
فیصلہ کریں: 70
قولِ فیصل: 70
﴿ملامت کی پرواہ نہ کرنا﴾ 71
دو اہم باتیں: 71
ملامت کی پرواہ نہ کریں: 71
داڑھی اور لباس: 72
داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے: 72
لباس پہننے میں گناہ سے بچیں: 73
پردہ: 73
مسلمان کی شان: 74
اطاعت کا دائرہ کار: 74
نفس کی اطاعت: 75

مقامِ فکر: 75

﴿عیب گوئی سے بچنا﴾ 76

خطا کا پُتلا: 76

سلجھا ہوا طبقہ: 76

بگڑا ہوا طبقہ: 77

شہد کی مکھی: 77

گندی مکھی: 77

قیامت میں شرمندگی سے حفاظت: 78

عیب پوشی پر جنت: 78

عیب گوئی کا انجام: 78

قابل مبارک باد: 79

قابلِ رحم حالت: 79

مآخذ و مراجع 80

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ کرم کیا کہ قرآن کریم نازل فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین و ارشادات ہم تک پہنچائے جن کی بدولت ہم ہمیشہ کی ناکامی اور عذاب سے بچ کر ابدی کامیابی اور انعام کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اب یہ ہم پہ ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں آیا قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزار کر کامیابیاں حاصل کرتے ہیں یا قرآن و سنت سے منہ موڑ کر ناکامی کی طرف جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اچھی بات کی نشاندہی فرمادی ہے تاکہ ہم اسے کریں اور بری باتوں کی بھی نشاندہی فرمادی ہے تاکہ ان سے بچیں۔

درج ذیل روایت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے چند رہنما اصول اوران کے فوائد ذکر فرمائے ہیں۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ إِلَى أَنْ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصِنِي. قَالَ: أَوْصَيْتُكَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لِأَمْرِكَ كُلِّهِ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: عَلَيْكَ بِطُولِ الصَّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: لَا تَخَفْ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: لِيَحْجِزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضل السکوت عن کل مالا یعنیہ، الرقم: 4592

ترجمہ: حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ہر حال میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا تاکیدی حکم دیتا ہوں کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تمہارے سارے کام اچھے طریقے سے انجام کو پہنچیں گے۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ کا ذکر خوب کیا کرو! کیونکہ ان کی وجہ سے آسمانوں میں تمہارا اچھا تذکرہ ہو گا اور زمین میں تمہیں نورِ ایمانی عطا کیا جائے گا۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زیادہ خاموش رہا کرو! کیونکہ یہی چیز شیطانی حملوں سے بچانے والی ہے اور دینی امور میں تمہاری مدد گار ہو گی۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت زیادہ ہنسنے سے بچو! کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کی رونق کو ختم کر دیتی ہے۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچی بات کہو! اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی ملامت اور طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرو!

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے بچو اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھو!

حدیث مبارک میں مذکورہ نصیحتوں کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

تقویٰ اختیار کرنا

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: أَوْصِيْتُكَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لِأَمْرِكَ كُلِّهِ میں تمہیں ہر حال میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا تاکیدی حکم دیتا ہوں یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تمہارے سارے کام اچھے طریقے سے انجام کو پہنچیں گے۔

تقویٰ کا وسیع مفہوم:

تقویٰ کا مطلب ہوتا ہے گناہوں سے بچنا اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا۔ یہی وہ وصف ہے کہ جب انسان میں آجاتا ہے تو انسان صحیح معنوں میں "انسان" کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے یہاں تک کہ وہ تنہائی میں بھی حرام اور گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ گناہ نہ کرنے والا بھی متقی ہے اور گناہ کر کے توبہ کرنے والا بھی متقی ہے۔

گناہ گار سے نفرت نہ کریں:

جب یہ بات دل میں بیٹھ جائے گی تو انسان دوسروں کے عیوب تلاش کرنے سے باز آجائے گا اس لیے کہ جب آپ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں تو خود کو یہ سمجھائیں کہ یہ ابھی گناہ کر رہا ہے لیکن بعد میں توبہ کر کے متقی بن جائے گا جیسے میں پہلے گناہ کیا کرتا تھا اور اللہ کی توفیق سے توبہ کر کے اسے چھوڑ دیا تو یہ بھی چھوڑ دے گا اس سے گناہ گار کی نفرت دل میں نہیں آئے گی۔

آدم بے زاری:

باقی رہا آدم بے زاری، ترک دنیا اور خدائی نعمتوں سے روگردانی کرنا،

خود ساختہ عبادت کا ایسا طریقہ ہے جس کی قرآن کریم نے بھرپور مذمت کی ہے، اس کو تقویٰ کا عنوان دینا غلط ہے۔ مجموعی طور پر تقویٰ کے چھ بنیادی فائدے ہیں۔

1: حق و باطل کے درمیان فرق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا**

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 29

ترجمہ: اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں نورِ باطن عطا فرمائیں گے (جس کی وجہ سے تم حق و باطل میں فرق کر سکو گے۔)

2: مصیبت سے بچنے کا راستہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 2

ترجمہ: اور جو شخص خدا خوفی کرے گا (اس پر جب کوئی مصیبت آئے گی تو) اللہ اسے نکلنے کا راستہ عطا فرما دیں گے۔

ہر شخص کی ضرورت:

آج ہر شخص پریشان حال ہے مصائب و مشکلات کا شکار ہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے بچنے کا آسان نسخہ بتلا رہے ہیں کہ اللہ کی نافرمانیوں سے خود کو بچا لو اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرو اللہ ہمیں مشکلات و مصائب سے بچا لیں گے۔ یہ وہ بات ہے جس کی ہمارے اسلامی معاشرے میں ہر شخص کو ضرورت ہے۔

3: بے گمان رزق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: اللہ اس کو وہاں سے رزق دیں گے جہاں اسے گمان بھی نہیں ہو گا۔

رزق کا مدار:

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے لوگ روزی کی خاطر دیس بدیس دھکے کھا رہے ہیں، حلال و حرام کا فرق بھلا بیٹھے ہیں، جائز ناجائز کی تمیز ختم کر بیٹھے ہیں، حرام طریقوں سے مال کمایا جا رہا ہے۔ چوری، ڈکیتی، لوٹ کھسوٹ، رشوت، سود سب کچھ کر رہے ہیں، صرف روزی کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس رزق کا مدار تقویٰ پر رکھا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانیوں سے خود کو بچاؤ اللہ تمہیں رزق کی پریشانیوں سے بچائے گا۔

4: مشکلات میں آسانی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 4

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی مشکلات کو آسان فرما دیتے ہیں۔

آج ہمیں جن مشکلات کا سامنا ہے ان کا حل اللہ کریم نے تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ انسان محنت کرے بلکہ خوب محنت کرے، مشکلات سے بچنے کے لیے تدابیر اختیار کرے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ مشکل آسان تب ہوتی ہے کہ جب انسان صحیح معنوں میں تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ تقویٰ کے بغیر مشکلات وقتی طور پر کم ضرور ہوتی ہیں لیکن ختم اور آسان نہیں ہوتیں۔ مشکلات کا حل تقویٰ اختیار کرنے میں ہے۔

5: گناہوں کی معافی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ۔**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 5

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

زندگی میں انسان صحیح عقائد کے ساتھ نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ثواب جبکہ برے عمل پر عذاب دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون عدل ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے گریبان میں جھانکے تو اسے معلوم ہو گا کہ وہ خود کتنا گناہ گار ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے قانون عدل کی وجہ سے اس پر سزا و عقاب اور عذاب و عتاب دیں تو یہ بات بالکل برحق ہے لیکن اللہ کا قانون کرم یہ ہے کہ جو شخص دل میں اللہ کا ڈر رکھتے ہوئے گناہوں سے باز آجائے یا گناہ ہونے کے بعد توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں قیامت کو اسے ان گناہوں کی سزا نہیں ملے گی۔ معلوم ہوا تقویٰ کے عموم میں توبہ بھی شامل ہے۔ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر لے اور اللہ سے اپنے گناہوں کو معاف کرا کے جنت میں داخل ہو جائے۔

6: اجرِ عظیم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا** ۔

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 5

ترجمہ: اور (آخرت میں) اللہ اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر ملنے والے ایک انعام کا تذکرہ درج بالا الفاظ میں فرمایا ہے کہ متقی کو مرنے کے بعد روز محشر بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔ ایک بات ہمیں ہر وقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ دنیا چند دن کا کھیل ہے جو دن بدن اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہاں کی مشکلات عارضی اور وقتی ہیں اور یہاں کی خوشیاں بھی دائمی نہیں۔ اس لیے مسلمان کی نظر ہمیشہ آخرت پر ہونی چاہیے دنیاوی مشکلات اور خوشیوں کی وجہ سے آخرت کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیے۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ متقی بننے کا طریقہ کیا ہے؟

1: سچے متقین کی صحبت میں رہنا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 119

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

ان لوگوں کے ساتھ رہو جو تقویٰ میں سچے ہیں اللہ تمہیں بھی تقویٰ عطا فرمادیں گے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات متقین لوگوں کے ساتھ گزارنے سے اللہ تقویٰ جیسی دولت عطا فرماتے ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ان کے ساتھ اتنا زیادہ رہو کہ تم بھی ان جیسے بن جاؤ۔ کبھی کبھار ان کے پاس آنے جانے سے وہ فائدہ نہیں ملتا جو ملنا چاہیے یہ ٹھیک ہے کہ کبھی کبھار بھی آنا جانا فائدے سے خالی نہیں۔ بقول مولانا روم مرحوم

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حدیث مبارک میں اولیاء کی صحبت کی تاثیر یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ انسان کو شقی ہونے سے بچاتی ہے هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ اور جو شقی ہونے سے محفوظ رہا وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے سے محفوظ رہا۔ جبکہ محض عبادات اگرچہ بے ریا ہی کیوں نہ ہوں ان میں مردودیت سے حفاظت کی ضمانت نہیں، شیطان نے برسہا برس عبادت کی لیکن پھر بھی مردود ہونے سے نہ بچ سکا۔

2: یہ دعا مانگتے رہنا:

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَأَرْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَأَرْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ۔ اے اللہ ہمیں حق کا راستہ دکھا! اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما! اے اللہ ہمیں باطل کا راستہ سجھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما!

اللہ کے کلام کی تلاوت کرنا

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری نصیحت یہ ارشاد فرمائی: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر خوب کیا کرو کیونکہ ان کی وجہ سے آسمانوں میں تمہارا اچھا تذکرہ ہو گا اور زمین میں تمہیں نورِ ایمانی عطا کیا جائے گا۔

ہم تلاوت کلام اللہ اور کثرت ذکر اللہ دونوں کو مستقل عنوان کے تحت قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب:

1. تلاوت کے لئے وضو مستحب جبکہ ہاتھ لگانے کے لئے وضو ضروری ہے۔
2. قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔
3. پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔
4. قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔
5. دیکھ کر تلاوت کرنا۔
6. تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھنا۔
7. تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا۔

سورۃ التوبۃ سے پہلے بسم اللہ کا مسئلہ:

سورۃ براءۃ (سورۃ توبہ) کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلے سے پڑھتے آ رہے ہوں تب تو بسم اللہ پڑھے بغیر ہی سورۃ توبہ شروع کر دیں اور اگر اس سورۃ سے تلاوت شروع کرنی ہے تو عام معمول کے مطابق اعوذ باللہ، بسم اللہ

پڑھ کر شروع کریں اور اگر اس سورۃ کے درمیان تلاوت روک دی تھی آگے جب تلاوت شروع کرے تب بھی اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں۔

8. ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) اور تجوید (حروف کی ادائیگی) کے ساتھ پڑھنا۔
9. خوش آوازی اور لب ولہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔
10. قرآن مجید رو کر پڑھنا، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔
11. تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔
12. آیات کو بار بار پڑھنا۔
13. دوران تلاوت کسی سے بات نہ کرنا۔
14. یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطِب ہیں۔
15. قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی دعا مانگنا۔

قرآن کریم کے حقوق:

عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَفْشُوهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَلَا تَعْجَلُوا تِلَاوَتَهُ فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:1852

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبیدہ مُلیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قرآن کو ماننے والو! قرآن پر سہارا کر کے بیٹھ نہ جاؤ (کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم قرآن والے ہیں) بلکہ دن رات اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ اس کو پھیلاؤ۔ اس کو مزے لے لے کر پڑھو۔ اس میں غور و فکر کرو کامیابی کے لیے پُرامید رہو۔ اوراس کی تلاوت میں جلدی نہ

مچاؤ اس کا عظیم ثواب ملنے والا ہے۔

قرآن دل کا زنگ اتارتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:1859

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں پر اس طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! یہ زنگ کیسے اترتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

فرشتوں کی مبارکباد:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَأَ طٰهٰ وَيس قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ: طُوبٰى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هَذَا عَلَيْهَا وَطُوبٰى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هَذَا وَطُوبٰى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا.

سنن الدارمی، باب فی فضل سورۃ طہ ویس، الرقم:3477

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۃ طہ اور سورۃ یس کی تلاوت فرمائی۔ فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہنے لگے: خوش قسمت ہے وہ امت جن کو یہ قرآن عطا کیا جائے گا۔ خوش قسمت ہیں وہ سینے جو اس کو محفوظ رکھیں گے (یعنی حفظ کریں گے) اور خوش قسمت ہیں وہ زبانیں جو اس کی تلاوت کریں گی۔

بہترین مسلمان:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

صحیح البخاری، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم:5027

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حامل قرآن کی تعریف:

وَقَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ وَحَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْعَالِمُونَ بِأَحْكَامِهِ وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ وَالْعَامِلُونَ بِمَا فِيهِ.

تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن ومن ھو

ترجمہ: ابو عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حامل قرآن وہ ہیں جو قرآن کریم کے احکام، قرآن کی حلال اور حرام کردہ چیزوں کا علم رکھنے والے اوراس پر عمل کرتے ہیں۔

حامل قرآن پر رشک:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔

صحیح البخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل آتاہ القرآن، الرقم:7529

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمی ہی قابل رشک ہیں ایک جسے اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی وہ صبح وشام اس (کی تلاوت وغیرہ) میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال کی نعمت عطا فرمائی ہے وہ دن رات اسے راہِ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔

مشغول بالقرآن کی فضیلت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ۔

جامع الترمذی، الرقم:2926

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عز وجل ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص قرآن کریم میں اس قدر مشغول رہا کہ وہ میرا ذکر بھی نہ کر سکا اور مجھ سے دعائیں بھی نہ مانگ سکا تو ایسے شخص کو میں ذکر کرنے والوں اور دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ فضیلت عطا کروں گا۔

حدیث قدسی کی تعریف:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَفْظِهِ وَيُنْسِبُهُ إِلَى رَبِّهِ۔

ترجمہ: حدیث قدسی وہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف کسی بات کو منسوب فرمائیں اور وہ قرآن میں انہی الفاظ کے ساتھ مذکور نہ ہو۔

1=10 نیکیاں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقول: الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن، الرقم:2910

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی

جو کہ دس نیکیوں کے برابر ہے ملے گی، میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک ہی حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام الگ حرف ہے اور میم علیٰحدہ حرف۔

حاملین قرآن کے پانچ انعامات:

رَوَى أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقُرْآنُ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ وَقَّرَ الْقُرْآنَ فَقَدْ وَقَّرَ اللّٰهَ وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ اِسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْمَحْفُوْفُوْنَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ الْمُعَظِّمُوْنَ كَلَامَ اللهِ اَلْمُلْبِسُوْنَ نُوْرَ اللهِ فَمَنْ وَالَهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللهِ تَعَالٰى۔

تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن ومن ھو فی من عاداہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم ہر ایک سے زیادہ فضیلت والا ہے جس نے قرآن کریم کی تعظیم کی تو درحقیقت اس نے اللہ کی تعظیم کی (کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے) اور جس نے قرآن کریم کی بے قدری کی درحقیقت اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی بے قدری کی۔ حاملین قرآن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہر طرف سے لپٹے ہوئے ہیں۔ کلام اللہ کی عظمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نورِ ہدایت میں ملبوس ہیں۔ جنہوں نے ان حاملین قرآن سے دوستی رکھی تو انہوں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا اور جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔

تکمیل قرآن قبولیتِ دعا کا وقت:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 647

ترجمہ: حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم مکمل کرنے والے کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

ختمِ قرآن پر گھر والے اکٹھے ہوں:

عَنْ ثَابِتٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ فَدَعَا لَهُمْ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 674

ترجمہ: حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم کی تکمیل فرماتے تو اپنے گھر والوں کو جمع فرماتے پھر ان کے لیے دعا فرماتے۔

چار ہزار ملائکہ کی آمین:

عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلَى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلاَفِ مَلَكٍ.

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم: 3545

ترجمہ: حضرت حُمید اعرج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن کریم (مکمل) پڑھے اس کے بعد دعا کرے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

نوٹ: آمین کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اس دعا کو قبول فرما۔

مالِ غنیمت کی تقسیم جیسا اجر:

عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ: مَنْ شَهِدَ الْقُرْآنَ حِينَ يُفْتَحُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ فَتْحاً فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَنْ شَهِدَ خَتْمَهُ حِينَ يُخْتَمُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ الْغَنَائِمَ تُقْسَمُ۔

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم: 3535

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم کی افتتاح کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کی فتوحات کے وقت آیا اور جو شخص تکمیل قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

الحال المرتحل:

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ. قِيْلَ: وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ: صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ وَمِنْ آخِرِهِ إِلَى أَوَّلِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم: 3540

ترجمہ: حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: نیک اعمال میں سے کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حال مرتحل۔ سوال کرنے والے نے پوچھا حال مرتحل کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جو قرآن کریم کو اول سے شروع کرے یہاں تک کہ آخر قرآن تک پہنچ جائے تو پھر سے شروع کر دے، جب بھی سفر تلاوت ختم کرے پھر سے چل پڑے۔

ملائکہ کی دعائے مغفرت:

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَافَقَ خَتْمُ الْقُرْآنِ أَوَّلَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ وَإِنْ وَافَقَ خَتْمُهُ آخِرَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ فَرُبَّمَا بَقِيَ عَلَى أَحَدِنَا الشَّيْءُ فَيُؤَخِّرُهُ حَتَّى يُمْسِيَ أَوْ يُصْبِحَ۔

سنن الدارمی، الرقم: 3812

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تکمیل قرآن شروع رات میں ہو تو فرشتے صبح تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر تکمیل قرآن شروع دن میں ہو تو فرشتے شام تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

نزولِ رحمت کا وقت:

عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، الرقم: 30665

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تکمیل قرآن کریم کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ملائکہ بوسہ لیتے ہیں:

عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: إِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ، قَبَّلَ الْمَلَكُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔

المجالسۃ وجواہر العلم، الرقم: 395

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے جب کوئی شخص قرآن کریم مکمل کرتا ہے تو فرشتہ اس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے۔

اجر اور حشر:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

صحیح مسلم، باب فضل الماہر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ، الرقم: 1898

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کا ماہر (اچھی طرح پڑھنے والا) ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو فرشتوں کے سردار ہیں اور جو شخص قرآن مجید کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں مشکل اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

اکرام واعزاز:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضَى عَنْهُ فَيُقَالُ لَهُ: اِقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً۔

جامع الترمذی، الرقم: 2915

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن کریم اللہ کی بارگاہ میں اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا: اے رب اسے پہنایئے! اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا تاج پہنائیں گے۔ پھر عرض کرے گا کہ اے رب اس میں مزید اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا لباس پہنائیں گے۔ عرض کرے گا اے رب! اس سے راضی بھی ہو جا! اللہ تعالیٰ اس قرآن والے سے راضی ہو جائیں گے۔ اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجے) چڑھتا جا۔ ہر آیت کے بدلے اس کی نیکیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

حافظِ قرآن کی جنت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔

سنن ابی داؤد، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، الرقم: 1466

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت والے دن) حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا جہاں تو آخری آیت کی تلاوت مکمل کرے گا وہی تیرا آخری درجہ ہو گا۔

عامل بالقرآن کے والدین:

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا۔

سنن ابی داؤد، باب فی ثواب قراءۃ القرآن، الرقم: 1455

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ الجہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اگر وہ (اس دنیا میں) تمہارے پاس ہوتا تو اس کی روشنی اس دنیا میں لوگوں کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوتی۔ بتاؤ! اُس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا ہو؟

حافظِ قرآن کی شفاعت:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی تنویر موضع القرآن، الرقم: 2436

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن کریم کو پڑھا اور اسے حفظ کیا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ سے اپنے خاندان کے ایسے دس بندوں کے بارے شفاعت (بخشش کی سفارش) کرے گا جن پر (گناہوں کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

نوٹ: کافر و مشرک کے بارے میں کسی کو شفاعت کا حق نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اللہ ایسی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔

قرآن سے خالی دل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

جامع الترمذی، الرقم: 2913

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بندہ جس کا دل قرآن سے خالی ہے اس گھر کے مانند ہے جو ویران پڑا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے تمام آداب کے ساتھ پڑھنے، سننے، پڑھانے، سیکھنے، سکھانے، پھیلانے، حفاظت کرنے اور سب سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

﴿اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا﴾

تیسری نصیحت حدیث مبارک کے اس حصے میں یہ ذکر کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ اپنی زبانوں کو اللہ کے ذکر کے ساتھ ہر وقت تر رکھنا چاہیے۔ یہی وہ عبادت ہے جس کو ادا کرنے کے لیے کسی طرح کی کوئی شرط نہیں۔

عبادات کی شرائط:

جبکہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ عبادات کو ادا کرنے میں مختلف قسم کی شرائط اور قیودات ہیں۔ مثلاً نماز کے لیے طہارت، وقت قبلہ رو ہونا وغیرہ جیسی شرائط ہیں۔ زکوٰۃ کے لیے نصاب کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ سال کا گزرنا شرط ہے، فرض روزے کے لیے سال کا ایک مہینہ رمضان المبارک مقرر ہے وغیرہ۔

ذکر اللہ سے متعلق دس اہم باتیں:

1. ذکر اللہ کے لیے کوئی وقت متعین نہیں۔ دن، رات، صبح، دوپہر، شام، چاشت، زوال الغرض دن رات کے کسی بھی حصے میں کرنا چاہیں، کریں۔
2. ذکر اللہ کے لیے جگہ متعین نہیں۔ شہر، دیہات، مسجد، گھر، دفتر، بازار، کھیت، ہوا، فضاء، سمندر یا صحراء الغرض جہاں بھی ہوں، ذکر اللہ کرتے رہیں۔
3. ذکر اللہ کے لیے جہت متعین نہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، فوق، تحت، قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں۔
4. ذکر اللہ کے لیے الفاظ متعین نہیں۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، استغفر اللہ اور تلاوت قرآن کریم وغیرہ۔ البتہ مسنون کلمات کا اہتمام بہت ہی بہتر ہے۔
5. ذکر اللہ کی ہیئت متعین نہیں۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے، پھرتے، دوڑتے، پیدل،

سوار (خواہ کوئی بھی سواری ہو سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز اور آبدوز تک) ہر طرح اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

6. ذکر اللہ کے لیے کوئی حالت متعین نہیں۔ خوشی، غمی سکون، پریشانی، امن، خوف یا جنگ یہاں تک کہ باوضو یا بغیر وضو کے ہر حالت میں اللہ کا ذکر کریں۔

7. ذکر اللہ کے لیے کوئی کیفیت متعین نہیں۔ انفرادی، اجتماعی، خلوت، جلوت۔ جو موقع میسر ہو اس میں اللہ کا ذکر کریں۔

8. ذکر اللہ کے لیے جہر (اونچی آواز) اور سرّ (آہستہ آواز) متعین نہیں۔ زبان سے کریں یا دل سے کریں، بعض افراد کے لیے جہراً (اونچی آواز سے) افضل ہے اور بعض افراد کے لیے سرّاً (آہستہ آواز سے) افضل ہے جبکہ بعض افراد کے لیے قلب کی کیفیت افضل ہے۔

9. ذکر اللہ کے لیے جنس اور عمر متعین نہیں۔ مرد، عورت، خواجہ سرا، بڑے، چھوٹے، بالغ، نابالغ سب کریں۔ بڑوں کو تو کرنا ہی چاہیے، بچوں کو بھی اس عبادت کی عادت ڈالنی چاہیے اور خواتین کو بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

10. ذکر اللہ کی تعداد متعین نہیں۔ ایک بار، دس بار، سو بار، ہزار بار، لاکھ بار، بار بار بلکہ جتنی بار بھی کیا جائے پھر بھی کم ہے۔ ہاں جہاں جو خاص فضائل خاص مقدار اور تعداد پر مذکور ہیں وہاں مقدار اور عدد کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ذکر اللہ کی برکات:

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام میں جو لذتیں، حلاوتیں، محبتیں اور برکتیں ہیں وہ اور کسی میں نہیں۔ اسی مبارک نام کے دم قدم سے دنیا آباد ہے اور اس وقت تک آباد رہے گی جب تک یہ مبارک نام لیا جاتا رہے گا اور جب یہ نام مبارک لینے والا کوئی بھی نہیں رہے گا تو اس وقت قیامت آجائے گی۔

ذکر اللہ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں:

1: فَاذْكُرُونِيْٓ أَذْكُرْكُمْ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 152

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتے ہیں کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

2: اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِهِمْ۔

ترجمہ: وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (گویا ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ: 191

3: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 2

ترجمہ: مومنوں کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل (اللہ کے خوف یا اس کے غلبہ محبت سے) نرم ہو جاتے ہیں۔

4: اَلَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

سورۃ الرعد، رقم الآیۃ: 28

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر دلوں کے اطمینان کا سبب ہے۔

5: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 21

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس شخص کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے۔

6: وَالذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 35

ترجمہ: ذکر کرنے والے مرد وخواتین کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

7: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:41

ترجمہ: اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔

8: وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ:10

ترجمہ: کثرت کے ساتھ ذکر کرنا کامیابی کا باعث ہے۔

9: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

سورۃ المنافقون، رقم الآیۃ:9

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

10: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔

سورۃ الدھر، رقم الآیۃ:25

ترجمہ: اور صبح وشام اپنے رب کا ذکر کیا کرو۔

ذکر اللہ اور عبادات:

بعض آیات مبارکہ میں بڑے اونچے درجے کے نیک اعمال کے بارے حکم دیا گیا ہے کہ ان کے اختتام پر اللہ کا ذکر ہونا چاہیے۔

ذکر اللہ اور نماز:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ

سورۃ النساء، رقم الآیۃ:103

ترجمہ: جب نماز ادا کر لو تو اس کے بعد اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہر حالت میں۔

نماز کے بعد ذکر کا مسئلہ:

نماز کے بعد زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنا جس سے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل آتا ہو، اسے ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والوں کو ملامت کرنا، درست نظریہ نہیں ہاں جو اذکار مسنون ہیں وہ کیے جاسکتے ہیں، مثلاً: سبحان اللہ 33 مرتبہ، الحمد للہ 33 مرتبہ اللہ اکبر 34 مرتبہ۔ حدیث مبارک میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ ذکر فرماتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُ۔

صحیح البخاری، باب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: 844

ترجمہ: اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ وہی ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے اے اللہ جو چیز آپ عطا فرمائیں اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو چیز آپ روک دیں وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلے میں کچھ بھی فائدہ مند نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔

جامع الترمذی، باب ذکر مایستحب من الجلوس فی المسجد، الرقم: 586

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی پھر سورج کے طلوع ہونے تک (مسجد میں) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا اور سورج کے طلوع ہونے کے بعد دو رکعت (نماز اشراق) ادا کی تو اس کو ایک حج اور عمرے کے اجر کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورے حج اور عمرے کا، پورے حج اور عمرے کا، پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

ذکر اللہ اور نماز جمعہ:

فَإِذا قُضِيَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْكُرُوا اللّٰہَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ:10

ترجمہ: جب نماز جمعہ پڑھ لی جائے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنے کام کاج کے لیے مسجد سے باہر نکل کر زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس حالت میں بھی اللہ کا خوب ذکر کرو تاکہ کامیابی تمہارا مقدر بن جائے۔

ذکر اللہ اور نماز کسوف:

عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُہُ قَطُّ يَفْعَلُہُ وَقَالَ هٰذِہِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰہُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِہِ وَلٰكِنْ [يُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہِ عِبَادَہُ] فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِہِ وَدُعَائِہِ وَاسْتِغْفَارِہِ۔

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم:1059

ترجمہ: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس خوف سے کہ کہیں

قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آکر بہت ہی لمبا قیام، لمبا رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا (نماز کے بعد) فرمایا یہ (سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم الشان) نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالی کا ذکر کرو، اس سے دعا اور اس سے اپنے گناہوں سے معافی مانگو۔

ذکر اللہ اور حج:

إِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:200

ترجمہ: جب تم حج کے متعلقہ عبادات ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم تفاخراً (ایک دوسرے پر فخر جتلانے کے لیے) اپنے آباء و اجداد کا تذکرہ کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

ذکر اللہ... طواف، سعی اور رمی:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ.

سنن ابی داود، باب فی الرمل، الرقم:1890

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی (ان دو پہاڑوں پر سات چکر لگانا) اور جمرات کی رمی (شیطانوں کو کنکر مارنا) یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

فائدہ: ادائیگی حج کے دوران ماہ ذوالحج کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو میدان منیٰ میں پانچ (یا اس سے زائد) ہاتھ کی دوری سے درج ذیل جمرات پر سات سات کنکریاں پھینکنے کو "رمی جمار" کہتے ہیں۔

1: جمرۂ صغریٰ منیٰ میں مسجد خیف کے بعد یہ پہلا اور قریب ترین جمرہ ہے۔

2: جمرۂ وسطیٰ اس لئے کہ یہ جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ کبریٰ کے درمیان واقع ہے۔

3: جمرۂ کبریٰ یہ مکہ کی طرف منیٰ کا آخری جمرہ ہے۔

ذکر اللہ اور جہاد:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَ اذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 45

ترجمہ: اے میری ذات اور بات ماننے والو! جب تمہارا کسی دشمن کی فوج سے ٹاکرا ہو جائے تو ثابت قدم رہ کر لڑو اور اللہ کا ذکر کرو تاکہ کامیابی تمہارے قدم چومے۔

ذکر اللہ کا فلسفہ:

الغرض قرآن کریم کی متعدد آیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فضائل و مناقب موجود ہیں۔ ذکر اللہ کا اصل فلسفہ احساسِ عبدیت، اظہارِ بندگی اور عظمتِ الٰہی کا قلبی اقرار و اعتراف کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہیں اس لیے ہماری جسمانی و روحانی خوشیاں، رزق کی فراوانیاں، آل اولاد، مال و دولت، عزت و شہرت اور صحت و سلامتی الغرض سب کچھ اسی کی عنایت ہے ایسے محسن کا نام لینے میں لطف آتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جسمانی تکالیف، مصیبت و پریشانی، بیماری، آزمائش و امتحان اور تمام دنیوی معاملات میں اسی کی مدد کے محتاج ہیں اس لیے بھی اس ذات کا ذکر ہمارے لیے ضروری ہے۔ اس

ذات کی ناراضگی کے خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ ذات ہم سے ناراض نہ ہو جائے اس کا مبارک نام لیتے رہنا ضروری ہے۔

ذکر اللہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام اخلاص وللّٰہیت، ذوق وشوق اور محبت کے ساتھ لینے پر فوائد وانعامات تو ہیں ہی لیکن اس ذات کا نام مبارک اس قدر پر تاثیر ہے کہ اگر اس کو محبت واخلاص کے بغیر بھی لیا جائے تب بھی نفع سے ہر گز خالی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور ان کے واسطے سے پوری امت) کو ذکر اللہ کی تعلیم اور ترغیب دی ہے۔

1: زندہ ومردہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الرقم: 6407

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے، اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (یعنی ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ ہے)

2: زیادہ اجر والے عبادت گزار:

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا قَالَ: فَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا فَقَالَ

أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ : يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّا كِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَجَلْ.

مسند احمد، الرقم:15614

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مجاہدین میں سے اجر کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے، اس نے پھر سوال کیا: روزے داروں یں اجر کے اعتبار سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کا کثرت سے ذکر کرے۔ پھر اس نے نماز، زکوۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں بھی یہ سوال دہرایا کہ ان کاموں کو کرنے والوں میں سے اجر کے اعتبار سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی جواب ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والا ہو۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو حفص! ذکر اللہ کرنے والے تو تمام بھلائیاں سمیٹ کر لے گئے۔ (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں ایسے ہی ہے۔

3: روحانی بیماریوں کا علاج:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّمَ : مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ.

مسند بزار، الرقم:4904

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات کی عبادت کرنے سے عاجز ہو جائے، مال کو (اللہ کی راہ

میں) خرچ کرنے سے بخیل ہو جائے، اور دشمن سے لڑنے میں بزدل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ (اس سے ساری کوتاہیاں دور ہو جائیں گی)

4: ذکر اللہ کی مجالس:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِي قَالُوْا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَتَحْمِيْدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنِي قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الرقم: 6408

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ (مقرر کردہ) فرشتے ذکر اللہ کرنے والوں کو

تلاش کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چکر لگاتے ہیں اور اس دوران جب وہ ایسی لوگوں کے پاس پہنچتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو ایک دوسروں کو کہتے ہیں کہ آؤ ہمیں منزل مقصود مل گئی۔ چنانچہ وہ فرشتے ان ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود (ذکر اللہ کرنے والوں کی فضیلت اور مرتبے کو ظاہر کرنے کے لیے) فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کی پاکی، بڑائی، تعریف اور بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ آپ کی پہلے سے بڑھ کر عبادت، بزرگی، بڑائی اور پاکی بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ جنت کے اور ہی زیادہ حریص، اس کی بہت ہی دعا مانگنے والے اور زیادہ اس کی طرف رغبت کرنے والے بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ اس جہنم سے دور رہنے کی اور زیادہ کوشش کریں گے اور اس سے پہلے سے زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ

میں نے ان سب کی بخشش کر دی ہے۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ (اے اللہ!) ان جماعت میں فلاں شخص ذکر اللہ کے بجائے اپنی کسی ضرورت کے تحت آیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی خوش قسمت جماعت ہے کہ ان سے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا شخص (خواہ وہ ذکر نہ بھی کر رہا ہو تب بھی وہ) محروم نہیں ہوتا۔

5: ذکر اللہ کے حلقے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔

صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، الرقم:4869

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں چند لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ایک بات ذہن میں رکھنا کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجے کا تعلق اور قرب مجھے حاصل ہے اس درجے کے تعلق والا کوئی اور شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرنے والا اب نہیں ہے۔ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حلقہ کے پاس پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم لوگ یہاں کس لیے جمع ہوئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اسلام کی دولت عطا فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمایا اس پر اس کی حمد وثناء کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی بدگمانی کی بناء پر تم سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی میرے پاس جبرائیل امین تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں فخر ومباہات کے ساتھ تمہارا ذکر فرما رہے ہیں۔

6: رحمتِ خداوندی کا نزول:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَشْهَدَانِ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.

سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، الرقم: 3791

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مجلس میں جب لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں ہر طرف سے ڈھانپ لیتے ہیں، ان پر رحمت خداوندی چھا جاتی ہے، سکون کی بارش ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ایسے

لوگوں کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

7: موت کی حالت میں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى؟ قَالَ: أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 181

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الوداعی ملاقات کی تو) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: نیکی کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اس حالت میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

8: عذاب سے نجات:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 2296

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کا کوئی بھی عمل ذکر اللہ سے زیادہ عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔

9: عرش الٰہی کا سایہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

صحیح البخاری، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، الرقم: 660

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات خوش نصیب افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اُس (قیامت کے) دن (اپنی طرف سے) سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کی طرف سے ملنے والے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا:

1. انصاف کرنے والا حکمران۔
2. ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو۔
3. جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو۔
4. وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، اسی کی خاطر ملیں اور اسی کی خاطر جدا ہوں۔
5. جسے کوئی بڑے خاندان والی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے مگر وہ اس سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
6. جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کے صدقے کا علم نہیں ہوتا۔ (یعنی چھپا کر دے)
7. جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں۔

10: اہل جنت کی حسرت:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهَا۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 182

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والوں کو کسی چیز کی حسرت باقی نہیں رہے گی سوائے ان اوقات کی جن میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکے ہوں گے۔

ذکر اللہ کے متعلق پانچ اہم باتیں:

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام جس قدر محبت، ذوق، شوق اور ادب کے ساتھ لیا جائے اسی قدر دل میں اللہ کی محبت، معرفت اور رضا سرایت کرتی ہے۔ پہلے ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال اور ہر کیفیت میں کرنا چاہیے، کوئی بھی فائدہ سے خالی نہیں البتہ اگر چند باتوں کو ملحوظ رکھا جائے تو فائدہ زیادہ ہو گا۔

1. ذکر اللہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت، شان، کبریائی، قوت، طاقت، حشمت، بادشاہت اور قدرت کا تصور پختہ طور پر دل میں جما لیا جائے اس کے بعد جب زبان سے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لیا جائے تو اس سے دل کو جو سکون، طمانینت، راحت اور لطف محسوس ہو گا اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے الفاظ میں اس کیفیت کو بتلانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔
2. ذکر اللہ کرتے وقت یکسوئی، تنہائی اور خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر سمجھا جائے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے خود کو ایک نافرمان مجرم کی حیثیت سے اللہ کی عدالت میں پیش ہونے کی کیفیت کو اپنے اوپر طاری کیا جائے، پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے اس تصور کو دل میں جاگزیں کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میری سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں یہ تو محض اللہ کا فضل و کرم اور لطف و احسان ہے کہ اس نے مجھے اپنا مبارک نام لینے کی توفیق نصیب فرمائی، اس نعمت پر شکر ادا کرنا چاہیے ورنہ ناقدری اور ناشکری سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ یہ تصور انسان کو ریا، تکبر، خود سرائی اور خود نمائی جیسے روحانی امراض سے نجات دیتا ہے۔

3. ذکر اللہ کرتے وقت غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالنے اور اللہ کی محبت کو دل میں لانے کا تصور کریں، اس کے لیے باقی اذکار بھی اپنے اپنے طور پر فائدہ دیتے ہیں لیکن کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے وقت یہ بات کامل طور پر فائدہ دیتی ہے لا الہ کہتے وقت خیال کریں کہ غیر اللہ کی محبت دل سے نکل رہی ہے اور الا اللہ کہتے وقت اللہ کی محبت دل میں آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں اس ذکر کو افضل الذکر قرار دیا گیا ہے۔
4. ذکر اللہ کرتے وقت کوشش کریں کہ طبیعت میں نشاط، تازگی اور چستی ہو۔ غافل دل کے ساتھ، نیند کے غلبہ کے وقت خود کو مشقت میں ڈال کر لسانی ذکر (زبان سے ذکر) کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ آرام کر لیا جائے۔ آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر اللہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ شریعت میں غلبہ نیند کے وقت عبادت سے اس لیے روکا گیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے مغفرت طلب کرنا چاہتا ہو اور انسان کی زبان پھسل جائے بجائے مغفرت طلب کرنے کے اپنے لیے بددعائیہ جملے نکل جائیں۔ مثلاً وہ اللھم اغفرلی (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہنے کے بجائے اللھم اعفرلی (اے اللہ مجھے ہلاک فرما) کہنے لگے۔ اس لیے ایسی حالت میں آرام کر لیا جائے۔
5. ذکر اللہ جیسی عظیم عبادت کو اپنی زندگی بھر کی عادت بنانے کے لیے کسی شیخ طریقت سے بیعت ضرور ہو جائیں ورنہ نیک اعمال اور ذکر اللہ کی پابندی اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ذکر اللہ کے ثمرات:

اس مبارک نام سے دلوں کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آفات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے، عبادت کی توفیق ملتی ہے، روحانی

ترقیات نصیب ہوتی ہیں، صحت ملتی ہے، رزق میں برکت آتی ہے، عمر میں برکت آتی ہے، اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، بزدلی ختم ہوتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ (بارہ) تسبیحات:

ہمارے ہاں اگرچہ بیعت؛ طریقت کے سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) میں ہوتی ہے تاہم اذکار؛ مشائخ چشت کی ترتیب کے مطابق کرائے جاتے ہیں۔ مشائخ چشت کے تجویز کردہ اذکار میں دوازدہ (12) تسبیحات ہیں:

1) دو تسبیحات ذکر نفی و اثبات یعنی 200 مرتبہ: لا الہ الا اللہ

فائدہ: ابتداءً ایک بار مکمل کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** پڑھ لیں۔ پھر ہر 15 یا 20 مرتبہ **لا الہ الا اللہ** کے بعد ایک مرتبہ **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** پڑھ لیں۔

2) چار تسبیحات ذکر اثبات یعنی 400 مرتبہ: الا اللہ

3) چھ تسبیحات ذکر اسم ذات دو ضربی یعنی 600 مرتبہ: اللہُ اللہ

فائدہ 1: ضرب کا مطلب ہے جھٹکا لگانا یعنی دل پر ہلکی ضرب لگائیں یعنی جھٹکا لگائیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ پہلے لفظ اللہ کے آخر والی پیش کو خوب ظاہر کر کے پڑھیں۔ گنتی میں اللہُ اللہ کو ایک شمار کرنا ہے۔

4) ایک تسبیح ذکر اسم ذات یک ضربی یعنی 100 مرتبہ: اللہ

فائدہ 2: آخری تسبیح ذکر اسم ذات یک ضربی کو 100 سے زیادہ جتنا بھی بڑھانا چاہیں، بڑھا لیں۔

نوٹ: ذکر اللہ کرنے والے عام طور پر غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں کہ لفظ اللہ کو صحیح

طور پر ادا نہیں کرتے۔ خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ لفظ اللہ کے لام پر کھڑی زبر (ٰ) ہے، جسے ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ لفظ اللہ کے آخر میں (ہ) کو ظاہر نہیں کرتے۔ لفظ اللہ کو ادا کرتے وقت لام کی کھڑی زبر اور آخر والی (ہ) کو اچھی طرح ادا کریں۔

فائدہ3: اصل تسبیحات پہلے والی 3 ہیں جن کی کل تعداد 12 بنتی ہیں انہی کو دوازدہ کہتے ہیں۔ آخری تسبیح یعنی ذکر اسم ذات یک ضربی اس وجہ سے ہے کہ اب ان 12 تسبیحات پر رکنا نہیں بلکہ ذکر بڑھانا ہے اور بڑھانا ذکر اسم ذات یک ضربی کا ہے۔

تنہائی والا ذکر زیادہ مفید ہے:

ذکر اللہ کو جلوت وخلوت ہر حالت میں کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے لیکن تنہائی میں کرنا زیادہ مفید ہے کیونکہ اس میں ریا کا عنصر ختم ہو جاتا ہے اور اخلاص پیدا ہوتا ہے اور ہر نیک عمل کی قبولیت میں اخلاص کا بہت زیادہ دخل ہے۔

فوائد:

تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ کے فوائد بتلاتے ہوئے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت ایسے شخص کا ذکرِ خیر عرش اور ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو پر نور بنا دیتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے انسان کا دل اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ بھی اس شخص سے راضی ہو جاتے ہیں۔ اللہ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

اکثر اوقات خاموش رہنا

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: عَلَيْكَ بِطُولِ الصَّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ. زیادہ خاموش رہا کرو کیونکہ یہی چیز شیطانی حملوں سے بچانے والی ہے اور دینی امور میں تمہاری مددگار ہوگی۔

زبان کا استعمال:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں ایک عضو ایسا بنایا ہے جس سے ہم اپنے دل کی بات کا اظہار کر سکتے ہیں اپنے محسوسات، مشاہدات اور تجربات کو بتلا سکتے ہیں اور وہ عضو "زبان" ہے۔ اس عضو کو اگر قابو میں رکھا جائے اور اس کا درست استعمال کیا جائے تو انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے اور اگر اس کو لایعنی، فضول، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، بدعہدی، گالم گلوچ، طنز و تشنیع، تمسخر وغیرہ میں استعمال کیا گیا تو اسی کی وجہ سے انسان کا وقار، اعتماد اور ذاتی حیثیت معاشرے سے ختم ہو جاتی ہے اور وہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

شیطانی حملوں سے حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کا کھلم کھلا دشمن قرار دے کر اس سے بچنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور خاموشی ایسی چیز ہے جو انسان کو شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ کیونکہ جب بندہ اپنی زبان کو خاموش رکھے گا تو ان تمام گناہوں سے بچ جائے گا جو زبان کے غلط استعمال سے سرزد ہوتے ہیں ایسے انسان سے شیطان مایوس ہوگا اور وہ اس کے مکر و فریب اور وساوس سے بچ جائے گا۔

دینی امور میں مددگار:

دینی امور میں خاموشی معاون و مددگار بنتی ہے اس لیے کہ جب شیطان سے حفاظت ہوگی تو ذکر اللہ، تلاوت، وعظ و نصیحت، درود پاک، امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ الغرض تمام دینی امور کی ادائیگی میں آسانی ہوگی۔

خاموشی میں سلامتی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْلَمَ فَلْيَلْزَمِ الصَّمْتَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 1934

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ سلامتی کے ساتھ زندگی گزارے تو خاموش رہنے کا خوب اہتمام کرے۔

فائدہ: ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ وہ سلامتی والی زندگی گزارے لیکن افسوس کہ وہ اس طریقے کو اپنانے کے لیے آمادہ نہیں جس سے سلامتی ملتی ہے اور وہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہنے کو قرار دیا ہے۔

خاموشی میں دانائی:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الصَّمْتُ حِكَمٌ وَقَلِيلٌ فَاعِلُهُ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، الرقم: 921

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاموشی حکمت ہے اور اس کو اختیار کرنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔

فائدہ: ہر وقت فضول بولتے ہی رہنا بے وقوفی اور کم عقلی کی علامت ہے۔ جبکہ اس

کے مقابلے میں موقع محل کے مطابق سنجیدگی سے گفتگو کرنا حکمت و دانائی ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ حکمت و دانائی والے لوگ بہت کم پائے جاتے ہیں۔

خاموشی میں رحمت:

حَیْوَۃُ بْنُ شُرَیْحٍ رَحِمَہُ اللہُ قَالَ: سَمِعْتُ یَزِیْدَ بْنَ أَبِي حَبِیْبٍ رَحِمَہُ اللہُ یَقُولُ: إِنَّ الْمُتَکَلِّمَ لَیَنْتَظِرُ الْفِتْنَۃَ وَإِنَّ الْمُنْصِتَ لَیَنْتَظِرُ الرَّحْمَۃَ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، الرقم:912

ترجمہ: حَیوہ بن شُرَیح کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (بلاوجہ) بولنے والے کو آزمائش کا منتظر رہنا چاہیے اور خاموش رہنے والے کو رحمت کا منتظر رہنا چاہیے۔

فائدہ: بغیر ضرورت کے غیر ضروری باتیں کرنا انسان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈال دیتا ہے اور یہ چیز باعث زحمت ہے جبکہ ان آزمائشوں سے چھٹکارا پانے کے لیے غیر ضروری باتوں سے خاموشی اختیار کرنا باعث رحمت ہے۔

خاموشی میں نجات:

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَمَتَ نَجَا۔

جامع الترمذی، الرقم:2501

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

فائدہ: ایسے مقامات جہاں بولنے سے فساد پیدا ہوتا ہو وہاں خاموش رہنے میں نجات ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ جہاں خاموش رہنے سے فساد پھیل رہا ہو وہاں حکمت و دانائی سے بول کر فساد کو دور کرنا ضروری ہے۔ یعنی جیسے خاموشی کے مقام

پر خاموش رہنے میں نجات ہے اسی طرح بولنے کے مقام پر بولنا بالخصوص فتنوں کی سرکوبی کے لیے مصلحت اور دلائل کی قوت کے ساتھ گفتگو کرنا بھی باعث نجات ہے ایسے موقع پر خاموش رہنا دینی حمیت و غیرت کے خلاف ہے۔

فائدہ: زبان کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے ہونے والے گناہوں مثلاً: جھوٹ، غیبت، گالم گلوچ، فحش گوئی، فضول گوئی وغیرہ سے زبان کو بچایا جائے۔

خاموشی اور تنہائی کا معیار:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِئًا بِكِسَاءٍ أَسْوَدَ وَحْدَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا هَذِهِ الْوَحْدَةُ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السَّوْءِ وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:4639

ترجمہ: حضرت عمران بن حطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو وہاں پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کالے رنگ کی چادر سے گوٹھ مارے اکیلے تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا اے ابوذر! یہ تنہائی کیوں اختیار کی ہوئی ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ برے دوستوں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک لوگوں کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر جبکہ بری بات کرنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حدیث میں جلوت و خلوت اور خاموشی و گفتگو کے معیار کی نشاندہی فرمادی گئی ہے۔ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کو منع نہیں کیا جارہا بلکہ غیر ضروری اور غیر شرعی گفتگو اور لوگوں سے ساتھ فضول مجلس لگانے سے

منع کیا گیا ہے۔

کم بولنا حکمت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلْقِي الْحِكْمَةَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 1885

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی عطا کی گئی ہے اور کم سے کم بولنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو تم اس کے قریب رہو اس لیے کہ وہ دانائی اور حکمت کی باتیں دل میں ڈالے گا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ خاموشی اختیار کرنے اور بوقت ضرورت بولنے والے کو اللہ تعالیٰ حکمت کی نعمت سے مالا مال فرماتے ہیں اس لیے ایسے شخص کے ساتھ رہنے کی ترغیب دی جا رہی ہے تاکہ اس کی صحبت کے آثار اس پر بھی اثر انداز ہوں۔ گویا اس حدیث مبارک میں حکمت و دانائی حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا جا رہا ہے۔

اسلام کی خوبی:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

جامع الترمذی، الرقم: 2318

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی خوبی میں یہ بات بنیادی طور پر شامل ہے کہ انسان فضول باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر وہ بات اور کام جس کا تعلق کسی جائز دنیاوی فوائد سے نہ ہو یا وہ کسی دینی فائدے سے وابستہ نہ ہو وہ لایعنی میں شامل ہے ہاں اگر کوئی ایسی بات اور کام ہے جس کا تعلق دین سے ہے یا پھر وہ بات اور کام تو دنیاوی ہے لیکن جائز امور میں شامل ہے تو اسے لایعنی نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث مبارک میں جس سے بچنے کو اسلام کی خوبی قرار دیا جا رہا ہے وہ پہلی قسم ہے۔

نیکی اور برائی کا مدار:

عَنۡ أَبِي سَعِيدِ ‌نِ الخُدۡرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ۔ رَفَعَهُ ۔ قَالَ: إِذَا أَصۡبَحَ ابۡنُ آدَمَ فَإِنَّ الأَعۡضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ: اِتَّقِ اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحۡنُ بِكَ فَإِنِ اسۡتَقَمۡتَ اسۡتَقَمۡنَا وَإِنِ اعۡوَجَجۡتَ اعۡوَجَجۡنَا ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الرقم: 2407

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزانہ جب انسان بیدار ہوتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء اس کی زبان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اے زبان ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرنا بے شک ہمارا تیرے ساتھ تعلق ہے اس لیے کہ اگر تو درست رہی تو ہم سے صادر ہونے والے اعمال بھی درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھے پن اور کج روی کا شکار ہو گئی تو ہم سے صادر ہونے والے اعمال بھی گناہ بن جائیں گے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ زبان مدار ہے نیک اور برے اعمال کا۔ اگر زبان کا استعمال درست رہا تو باقی اعضاء سے نیک اعمال صادر ہوں گے اور اگر زبان کا استعمال درست نہ ہوا تو باقی اعضاء سے برے اعمال سرزد ہوں گے۔

زیادہ گناہوں کی وجہ:

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ...... سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَكۡثَرَ خَطَايَا ابۡنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم: 4584

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: انسان کے زیادہ تر گناہ زبان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب تک زبان کا رخ درست نہیں ہوتا انسان گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور جب زبان کا رخ درست ہوتا ہے تو بندہ گناہوں سے باہر نکلتا آتا ہے۔

اچھی بات یا پھر خاموشی:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللهِ وَالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ فَلۡيَقُلۡ خَيۡرًا أَوۡ لِيَصۡمُتۡ۔

صحیح البخاری، باب حفظ اللسان، الرقم: 6475

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی باتیں کہے یا پھر خاموش رہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب تک انسان اچھی باتیں کرتا رہے شریعت اسے بولنے سے نہیں روکتی اور جب اس کے پاس کہنے کے لیے اچھی باتیں ختم ہو جائیں تو اب شریعت اسے خاموش رہنے کا حکم دیتی ہے۔

کاش میں گونگا ہوتا:

وَقَالَ الصِّدِّيقُ الۡأَكۡبَرُ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ: لَيۡتَنِي كُنۡتُ أَخۡرَسَ إِلَّا عَنۡ ذِكۡرِ اللهِ۔

المرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب فی اخلاقہ وشمائلہ، الرقم: 5826

ترجمہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میں اللہ کے ذکر کے علاوہ کچھ نہ بول سکتا، گونگا ہوتا۔

غیبت اور چغلی کی تلافی:

اس لیے شریعت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بولنے میں از حد احتیاط سے کام لیں بغیر سوچے سمجھے کوئی بات منہ سے نہ نکالیں اور اگر کبھی بولنے میں کوئی بات خلاف شریعت منہ سے نکل جائے تو فوراً اس پر توبہ کریں اگر کسی کو گالی دی ہو، چغل خوری کی ہو، غیبت کی ہو یا کسی کا تمسخر کیا ہو ان صورتوں میں توبہ کے ساتھ ساتھ اس متعلقہ شخص سے بھی معافی مانگنا ضروری ہے اور جن لوگوں کے سامنے اس کی غیبت یا چغلی کی تھی انہی لوگوں کے سامنے اس بندے کی تعریف اور اچھائی بیان کریں۔ اور اگر کسی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو اس شخص کے لیے اور اپنے لیے استغفار کریں اور یوں دعا مانگیں:

اللھم اغفرلنا ولہ

ترجمہ: اے اللہ ہماری اور اس کی مغفرت فرما!

دعوتِ فکر:

آپ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے دن بھر کی اپنی باتوں کا حساب لگائیں کہ میں نے کتنی مفید باتیں کی ہیں اور کتنی فضول باتیں؟ آپ خود اس نتیجے تک پہنچیں گے کہ خاموشی میں کتنے فوائد ہیں۔

اللہ کریم ہمیں زبان کی حفاظت کرنے کی اور مفید باتیں کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرنا

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچویں نصیحت یہ ارشاد فرمائی: إِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ بہت زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ اور چہرے کی رونق کو ختم کر دیتی ہے۔

جنت، جہنم اور دنیا:

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں سُکھ، سُکھ اور سُکھ ہیں اس کا نام ”جنت“ ہے۔ ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں دُکھ، دُکھ اور دُکھ ہیں اس کا نام ”جہنم“ ہے اور ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں سُکھ بھی ہیں اور دُکھ بھی اس کا نام ”دنیا“ ہے۔

اسلام اور فطری حقائق:

ہم دھوپ چھاؤں کی اس دنیا میں بستے ہیں جہاں کبھی خوشیاں ملتی ہیں اور کبھی پریشانیاں آتی ہیں جن کے فطری نتائج ہمارے اوپر مرتب ہوتے ہیں اسلام ان کو تسلیم کرتا ہے اور اس بارے رہنمائی بھی کرتا ہے مصائب و آلام کا مقابلہ کرنے کے لیے عافیت کی دعا اور اس کے اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ طبعی خوش مزاجی، خندہ روی اور مسکرانے کو معاون بھی قرار دیتا ہے۔ اس سے زندگی خوشگوار، آسودہ، طمانیت بھری اور مسرور کن بن جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کو اللہ کی نعمتوں پر شکر کی توفیق نصیب ہوتی ہے مزید یہ کہ مایوسی جو انسان کے ایمان اور جسم دونوں کے لیے زہر قاتل ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ زندگی (سیرت) میں دیکھا جائے تو آپ کے مبارک چہرے پر مسکراہٹ ”مسکراتی“ نظر آتی ہے۔

مسکرانا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّہُ قَالَ : مَا رَأَیْتُ أَحَدًا أَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

جامع الترمذی، باب فی بشاشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 3641

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حارث بن جَزء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

ملاقات کے وقت مسکرانا:

عَنْ جَرِیرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ مَا حَجَبَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِی إِلَّا تَبَسَّمَ فِی وَجْھِی۔

صحیح البخاری، باب التبسم والضحک، الرقم: 6089

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مسکرا کر دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یُؤْتَی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَیْہِ صِغَارَ ذُنُوبِہِ قَالَ فَتُعْرَضُ عَلَیْہِ وَیُخَبَّأُ عَنْہُ کِبَارُھَا فَیُقَالُ عَمِلْتَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا وَھُوَ مُقِرٌّ لَا یُنْکِرُ وَھُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْکِبَارِ فَیُقَالُ: أَعْطُوہُ مَکَانَ کُلِّ سَیِّئَۃٍ عَمِلَھَا حَسَنَۃً۔ قَالَ: فَیَقُولُ: إِنَّ لِی ذُنُوبًا مَا أَرَاھَا. قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ : فَلَقَدْ رَأَیْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتَّی بَدَتْ نَوَاجِذُہُ۔

مسند احمد، الرقم: 21393

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص حق تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا اور حکم ہو گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں اور اس کے بڑے بڑے گناہ ظاہر نہ کیے جائیں۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے فلاں فلاں روز یہ چھوٹے چھوٹے گناہ کیے ہیں؟ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا، اس وقت انکار کی گنجائش نہ ہو گی۔ وہ شخص دل میں نہایت خوفزدہ ہو گا کہ یہ تو چھوٹے گناہ ہیں، میرے بڑے گناہوں کا کیا بنے گا؟ اسی دوران حکم ہو گا کہ اس کے ہر چھوٹے گناہ کے بدلہ میں اس کو ایک نیکی دے دو۔ وہ شخص یہ حکم سنتے ہی بول اٹھے گا کہ ابھی تو میرے بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات نقل کرنے کے بعد اتنا ہنسے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنِّی لَأَعْلَمُ آخِرَ أَھْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْھَا وَآخِرَ أَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُولًا رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ کَبْوًا (حَبْوًا) فَیَقُولُ اللّٰہُ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَأْتِیھَا فَیُخَیَّلُ إِلَیْہِ أَنَّھَا مَلْأَی فَیَرْجِعُ فَیَقُولُ یَا رَبِّ وَجَدْتُھَا مَلْأَی فَیَقُولُ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَأْتِیھَا فَیُخَیَّلُ إِلَیْہِ أَنَّھَا مَلْأَی فَیَرْجِعُ فَیَقُولُ یَا رَبِّ وَجَدْتُھَا مَلْأَی فَیَقُولُ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَإِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃَ أَمْثَالِھَا أَوْ إِنَّ لَکَ مِثْلَ عَشَرَۃِ أَمْثَالِ الدُّنْیَا فَیَقُولُ تَسْخَرُ مِنِّی أَوْ تَضْحَکُ مِنِّی وَأَنْتَ الْمَلِکُ فَلَقَدْ رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتَّی بَدَتْ نَوَاجِذُہُ وَکَانَ یَقُولُ ذَاکَ أَدْنَی أَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً۔

صحیح البخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، الرقم: 6571

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور وہ آدمی گھسٹتا ہوا نکلے گا، اس کو حکم ہو گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ! وہ جنت میں داخل ہونے کے لیے جائے گا تو دیکھے گا کہ تمام لوگوں نے اپنی اپنی جگہ ٹھکانہ پکڑا ہوا ہے (یعنی جنت میں جگہ نہیں ہے) وہ واپس آئے گا اور اللہ تعالیٰ سے صورت حال عرض کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تجھے دنیا کا وہ زمانہ یاد ہے جس میں تم رہا کرتے تھے (یعنی دنیا کتنی فراخ اور کشادہ تھی) وہ عرض کرے گا: جی ہاں یاد ہے۔ حکم ہو گا کہ اب تم کچھ تمناؤں کا اظہار کرو! چنانچہ جو اس کا دل چاہے گا وہ اپنی ان خواہشات کا اظہار کرے گا۔ پھر اس کو کہا جائے گا کہ جن چیزوں کی تم نے آرزو کی ہے وہ بھی تم کو دیا اور پوری دنیا سے دس گنا مزید زیادہ بھی تم کو دیا۔ وہ شخص کہے گا: یا اللہ! آپ تو بادشاہ ہیں، آپ بھی میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

دوستوں کی محفل میں مسکرانا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، الرقم: 2850

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سو بار سے بھی زیادہ مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شعر کہتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ آپ خاموش رہتے اور کبھی کبھار ان کے ساتھ مسکرا لیا کرتے تھے۔

دشمن کی شکست پر مسکرانا:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ.

صحیح مسلم، باب فضل سعد بن ابی وقاص، الرقم:6316

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن سعد کے لیے اپنے والدین کو ایک جملے میں اکٹھا ذکر فرمایا: مشرکین میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان تیر چلاؤ! حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغیر پھل والے تیر کو اس کے پہلو پر کھینچ مارا جس کی وجہ سے وہ گر پڑا اور اس کی شرمگاہ ظاہر ہو گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے اتنا مسکرائے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں مبارک دیکھ لیں۔

مسکرانے کی حد:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔

صحیح البخاری، باب التبسم والضحک، الرقم:6092

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے (قہقہہ لگا کر) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق مبارک نظر آئے۔

مردہ دل:

قہقہہ لگا کر ہنسنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور انسان غفلت کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے خیر و شر کی پہچان مٹ جاتی ہے اور اپنا ابدی مستقبل آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دنیا بھر کے لوگ اس دل کی دھڑکن کی وجہ سے اسے زندہ کہہ سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فکرِ آخرت سے محروم ہو جانے والا دل "مردہ" ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

بے نور چہرہ:

زیادہ قہقہے لگانے اور ضرورت سے زائد ہنسنے کی وجہ سے چہرے کا نور چھن جاتا ہے۔ انسان کی بات بے وزن ہو جاتی ہے ایسے انسان کی لوگوں کے دلوں میں عزت ختم یا کم از کم؛ کم ہو جاتی ہے، سنجیدگی اور متانت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ باوقار شخصیت کا نقش مٹ جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کی معاشرے میں حیثیت کم ہو جاتی ہے۔

جلوت و خلوت:

ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ہنسنے کے موقع پر ہنسنا چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ راتوں کو تنہائیوں میں بندہ اللہ کے حضور رونا بھول جائے۔ لوگوں کے ساتھ میل جول کے وقت چہرے پر مسکراہٹ اور خلوت میں اللہ کے حضور رونا، جس انسان میں یہ اوصاف اکٹھے ہو جائیں اس بندے کی قسمت کے کیا کہنے! اللہ ہم سب کو ایسی زندگی نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ہمیشہ حق بات کہنا﴾

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا سچی بات کہو اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔

حدیث کا درست مفہوم:

حدیث پاک کا درست مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ حق کا ساتھ دینا چاہیے سچی بات کہنی چاہیے کیونکہ سچ میں نجات ہے۔ گفتگو کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے (جس کی قدرے تفصیل بعد میں آ رہی ہے) حق بات کہنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہونا چاہیے اگرچہ کسی کو یا خود کو سننے میں کڑوی اور ناگوار ہی محسوس کیوں نہ ہو۔

حدیث کا غلط مفہوم:

بعض لوگ اس حدیث پاک کو بے موقع استعمال کرتے ہیں جس سے حدیث کا مفہوم بدل جاتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد باقی نہیں رہتی۔ وہ غلطی یہ کرتے ہیں کہ حق بات اسے سمجھتے ہیں جس میں درشت اور طنز آمیز لہجہ، الفاظ کی کرختگی، انداز میں بھداپن مزید یہ کہ الفاظ کا غیر مناسب انتخاب کرکے بدتمیزی کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ اور یہ سارا کچھ کرنے کے بعد اپنے عمل کو حدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ شریعت میں حکم ہے قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا۔

پھر اس کا معنیٰ اور مطلب بھی بالکل غلط بیان کرتے ہیں کہ حق بات ہوتی ہی ایسی ہے کہ کڑوی لگے۔ یہ حدیث کا غلط معنیٰ ہے کیونکہ حق بات کو ضرور کڑوا کر کے ہی کہنا نہ تو حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حق تو میٹھا ہوتا ہے اس لیے کہتے رہنا چاہیے لیکن اگر کسی کو حق کڑوا لگے تو اس کو کڑوا لگنے کی وجہ سے حق نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جیسے انگور میں تو مٹھاس ہوتی ہے لیکن بخار والے کو یہ مٹھاس بھی کڑوی سی لگتی ہے۔

سننے والے کے مزاج کے خلاف:

حدیث مبارک میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کے کڑوا ہونے کا تعلق سننے والے کے ساتھ ہے۔ یعنی کبھی کہنے والا تو گفتگو کے آداب کی رعایت رکھ کر ہی بات کرتا ہے ہاں کبھی سننے والے کو اپنے مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے کڑوی لگ جاتی ہے۔

کہنے والے کے مزاج کے خلاف:

اس کا دوسرا معنی یہ بھی ممکن ہے کہ حق بات ہی کہنی چاہیے اگرچہ وہ اپنے نفس، مزاج اور طبیعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔ اس معنی کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 135

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ اگرچہ (وہ) خود اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

درست بات کا حکم اور انعامات:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِیدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 70، 71

ترجمہ: ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ درست بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی صحیح طور پر بات مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص بڑی کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔

اعمال کی درستگی:

انسان کے اکثر اعمال کا تعلق چونکہ اس کی زبان کے ساتھ ہے۔ جب بندہ زبان کو قابو میں کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے اعمال کی اصلاح فرمادیتے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جب باقی اعمال کی اصلاح ہو جائے تو بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ نے اپنے پیاروں کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے جہاں کی سب سے بڑی نعمت ذات باری تعالیٰ کا دیدار ہے۔ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ انسان اپنی زبان کو قابو میں کرلے اور اس کی وجہ سے اس کے باقی اعضاء سے سرزد ہونے والے اعمال بھی درست ہوں گے نتیجتاً اللہ ایسے بندے کو جنت میں اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔

اللهم اجعلنا منهم

گناہوں کی معافی:

زبان کو مناسب موقع پر مناسب طور پر استعمال کرنا یعنی گناہوں کے بجائے نیکیوں میں استعمال کرنا بذاتِ خود گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص اپنی زبان کو قابو میں کرلیتا ہے وہ گویا توبہ کی ایک عملی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ اعمال کی اصلاح کا مطلب بھی حصول جنت ہے اور گناہوں کی معافی کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو چیز جنت میں جانے کے لیے رکاوٹ بنتی ہے یعنی گناہ۔ تو اللہ ان گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اور ایسے بندے کو جنت عطا فرمادیتے ہیں۔

زبان کو اکثر اوقات بند رکھنا چاہیے اور جب گفتگو کے وقت کھولا جائے تو اسے بے لگام نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کا درست استعمال کیا جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو کے بارے چند شرعی آداب درج کر دیے جائیں۔

حسن سلوک والی گفتگو:

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں گفتگو کے بارے میں ہمیں حکم دیا ہے کہ جب آپسی گفتگو کی جائے تو ایک دوسرے کے ادب آداب کی رعایت رکھتے ہوئے اور مناسب موقع، مناسب لہجہ، مناسب الفاظ اور مناسب آواز کے ساتھ کی جائے۔

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 83

ترجمہ: لوگوں سے حسن سلوک سے گفتگو کرو۔

صاف اور واضح گفتگو:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ يُبَيِّنُهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ۔

جامع الترمذی، باب فی کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 3639

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی بات چیت نہ فرماتے تھے بلکہ آپ بالکل صاف اور واضح بات کرتے تھے اور ہر بات دوسری سے جدا ہوتی تھی جسے آپ کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص اچھی طرح ذہن نشین کر لیتا تھا۔

گفتگو میں بات کو دہرانا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ۔

جامع الترمذی، باب فی کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:3640

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) اپنی بات کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح بات سمجھ لے۔

بلاضرورت گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَه ... لَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔

اس حوالے سے پہلے بھی ایک حدیث ذکر کی جاچکی ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول اور بے فائدہ باتوں اور کاموں کو چھوڑ دے۔ اس لیے گفتگو میں بلاضرورت باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ بسیار گوئی ایک ایسا کام ہے جو عقل مند لوگوں کے ہاں کم عقلی کی علامت ہے۔

ادائیگی الفاظ کی رعایت:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ ... يَفْتَحُ كَلَامَهُ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں

ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام گفتگو اول سے لے کر آخر تک الفاظ کی درست ادائیگی کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ (نوک زبان سے کٹے ہوئے لفظ ادا نہیں فرماتے تھے)

معنی خیز اور جامع گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ ... يَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کلمات کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ (جوامع الکلم کا معنی یہ ہے کہ بات ادھوری نہ فرماتے تھے بلکہ مکمل فرماتے تھے)

کمی زیادتی سے پاک گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ ... فَصْلٌ لَا فُضُولَ وَلَا تَقْصِيرَ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بالکل ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ اس میں فضول بات ہوتی تھی اور نہ ہی کوتاہی۔

نرم خوئی:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ ... دَمْثٌ لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم خو تھے۔ آپ نہ تو سخت مزاج تھے اور نہ ہی کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔

فیصلہ کریں:

ہم سب ہر روز کسی نہ کسی سے ضرور گفتگو کرتے ہیں اس حوالے سے ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ آئندہ گفتگو کرتے وقت مذکورہ بالا آداب کی مکمل رعایت کریں گے اپنی گفتگو کو فضول گوئی، بے ہودہ گوئی، یاوہ گوئی سے پاک کریں گے۔

قولِ فیصل:

مزید یہ کہ اپنی گفتگو کو ادب واحترام، سنجیدہ، معنی خیز، جامعیت، نرم خوئی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ مزین کریں گے تو یقین جانیے کہ ہمیں قولِ سدید کی نعمت بھی مل جائے گی، قولِ حسن کی توفیق بھی نصیب ہو گی اور قولِ حق کا موقع بھی ملے گا اور قولِ فیصل کی قوت بھی عطا ہو گی۔ اللہ رب العزت ہماری نسلوں کو بھی دین کی سمجھ، دین پر عمل، دین کی اشاعت اور دین کے تحفظ کے لیے قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ملامت کی پرواہ نہ کرنا

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں نصیحت یہ ارشاد فرمائی: لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ملامت کی پرواہ نہ کرو۔

دو اہم باتیں:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں کسی ملامت کرنے والے کی طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کرتا ہے کچھ لوگ اس پر ناحق ملامت اور طعن و تشنیع وغیرہ کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب ملامت کی جائے تو طبعاً اس کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔

ملامت کی پرواہ نہ کریں:

جب آپ شریعت کے حکم پر عمل کر رہے ہوں یا شرعی قوانین کی پابندی کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں کچھ لوگ آپ کو اس پر ملامت کریں گے، ایسے لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کریں کیونکہ ملامت کرنے والے مخلوق ہیں اور آپ خالق کی بات پر عمل کر رہے ہیں۔ خالق کے مقابلے میں خود مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں تو مخلوق کی باتوں کی بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اس لیے علم دین حاصل کریں، اپنی اولاد کو دین سکھلائیں، خود دین پر عمل کریں، اپنی اولاد کو دین پر عمل کرائیں، اپنی وضع قطع اسلامی رکھیں، اپنا لباس، اپنا مزاج، اپنا انداز گفتگو، اپنا طرز زندگی الغرض اپنی ساری زندگی اسلامی طریقے کے مطابق گزاریں لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کیجیے۔ امام طیبی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں اسی جملے کی شرح میں فرماتے ہیں: كُنْ صُلْبًا فِي دِينِكَ دینی معاملات میں خود کو پختہ کرو۔

داڑھی اور لباس:

مردوں میں عموماً دو باتوں کی وجہ سے لوگ ناحق ملامت کرتے ہیں۔ ایک تو داڑھی اور دوسرا لباس۔ بہت سے ناسمجھ لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں یا نفس امارہ کے اکسانے پر داڑھی والا داڑھی کٹوا لیتا ہے اور یوں دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھلنی کرنے کا جرم کر بیٹھتا ہے۔

داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے:

مرزا قتیل بیدل ہندوستان کے بہت بڑے شاعر تھے ان کے کلام میں سوز و گداز پایا جاتا ہے ایک مرتبہ انہوں نے بہت عمدہ عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی، وہاں کے ایک شخص اس نظم سے اتنے متاثر ہوئے کہ شاعر کی زیارت کے لیے ہندوستان چلے آئے۔ آکر ان کے بارے معلوم کیا تو پتہ چلا وہ حجام کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ یہ شخص بھی حجام کے پاس جا پہنچا دیکھا کہ وہی شاعر داڑھی منڈوا رہے ہے (شیو کروا رہے) ہیں۔ اس شخص نے اس شاعر سے کہا: ”آغا ریش می تراشی“ (جناب! آپ بھی داڑھی منڈاتے ہیں) مرزا صاحب نے شوخی سے جواب دیا: ”بلے ریش می تراشم، لکن دل کسے نمی تراشم“ (ہاں! داڑھی تراشتا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں دکھاتا ہوں)

بیدل صاحب سے بھی صاحب دل مخاطب تھے فوراً کہا: ”آرے دل رسول اللہ می خراشی!“ (ہاں، ہاں! یہ کام کر کے آپ کسی اور کا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ضرور چھلنی کر رہے ہو)

یہ بات مرزا قتیل بیدل کے دل پر جا لگی اور انہوں نے اس آنے والے شخص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

جزاک اللہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہم راز کردی

ترجمہ: اے میرے مہربان! اللہ تمہیں اس خیر خواہی کا بدلہ اپنی شایان شان عطا فرمائے تم نے غفلت کی وجہ سے میری بند آنکھیں کھول دیں اور مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باخبر کر دیا۔

لباس پہننے میں گناہ سے بچیں:

اسی طرح اگر اسلامی طرز کا لباس اسلامی طریقے کے مطابق پہن لیا جائے تو لوگ باتیں بناتے ہیں۔ یا پھر وہ خود کو اپنی نگاہ میں اچھا خیال نہیں کر رہا ہوتا جس کی وجہ سے وہ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا لیتا ہے اور یوں ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔

صحیح البخاری، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، الرقم: 5787

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹخنے اور اس کے نیچے نیچے کا جو حصہ شلوار، چادر وغیرہ سے چھپا رہ جائے گا وہ قیامت والے دن جہنم میں جلے گا۔

فائدہ: حدیث پاک میں جو وعید ہے اس کے لیے دو شرطیں ہیں: نازلاً اور قائماً۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ نازلاً کا معنی ہے کہ وہ کپڑا اوپر سے نیچے کی طرف آنے والا ہو جیسے شلوار، تہبند، پینٹ۔ اس کے برعکس نہیں یعنی جرابیں موزے وغیرہ مراد نہیں۔ قائماً کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونے اور چلنے پھرنے کی حالت مراد ہے اگر انسان بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا ہو اور کپڑے کی وجہ سے ٹخنے ڈھکے رہیں تو اس میں گناہ نہیں ہے۔

پردہ:

خواتین میں پردہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے خواتین کو معاشرے کے لعن طعن سہنے پڑتے ہیں۔ ایسے موقع پر مسلمان خاتون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

عطا کیا ہوا اصول ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ شریعت پر عمل کرتے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ ملامت کی وجہ سے حق بات کہنا، سننا اور حق بات پر عمل کرنا مت چھوڑیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے يُجَاهِدُونَ فرمایا اور آگے وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ فرمایا۔ اس لیے کہ جہاد غیروں کے ساتھ ہے اپنوں کے خلاف نہیں ہے۔ آگے فرمایا وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اس کا تعلق غیروں سے نہیں، اپنوں سے ہے۔ اپنے طعن و تشنیع بھی کرتے ہیں، یہ کام بھی نہیں چھوڑتے۔ آدمی اللہ کے دین کے لیے تحریک چلائے گا اس پہ جان بھی دے گا، تشدد برداشت کرے گا اور جب اپنے اس کے خلاف بولیں گے دل چھوٹا کر کے بیٹھ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بھی مشکل ہے مگر وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

مسلمان کی شان:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

مسند احمد، الرقم: 1905

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کو راضی کرنے میں خالق کو ناراض مت کرو۔

اطاعت کا دائرہ کار:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اسلام ہمیں اولوالامر کی اطاعت، والدین، اساتذہ اور مشائخ کی بات ماننے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن

اس کا دائرہ مقرر کرتا ہے کہ ان کی بات اس وقت تک ماننی ہے جب تک وہ اللہ کے حکم سے نہ ٹکرائیں۔ اور جب ان کی بات اللہ کے حکم کے خلاف آجائے اب اللہ کی بات ماننی ہے مخلوق میں بھلے کوئی بھی ہو اس کی بات نہیں ماننی یہاں تک کہ اپنے والدین، قریبی رشتہ دار، اساتذہ، زوجین، اولاد الغرض کوئی بھی ہو اس کی بات نہیں ماننی۔

نفس کی اطاعت:

بلکہ اس سے بڑھ کر خود اپنے آپ کی بات اپنے نفس کی بات جو اللہ کے حکم کے خلاف ہو اس کو نہیں ماننا کیونکہ نفس بھی ایک مخلوق ہے اور ایسا نفس جو انسان کو برائی پر ابھارے شریعت میں "نفس امارہ" کہلاتا ہے۔

مقامِ فکر:

اب ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں غور کرنا ہوگا۔ کتنے مواقع ایسے آتے ہیں ایک طرف ہمارے اللہ کا حکم ہوتا ہے اور دوسری طرف ہمارے نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ مثلاً نماز کا وقت ہو چکا ہے، اذان ہو چکی ہے، جماعت کا وقت بھی قریب ہے اب ایک طرف اللہ کا حکم ہے کہ نماز ادا کرو اور دوسری طرف اپنے نفس کی خواہش ہے کہ سویا رہوں، بیٹھا رہوں، آرام کرتا رہوں، بیوی بچوں کے ساتھ باتیں کرتا رہوں، آفس میں کام کرتا رہوں، دکان پر خرید و فروخت کرتا رہوں، موبائل، ٹی وی وغیرہ دیکھتا رہوں۔ اب ایسے وقت میں اپنے نفس کی خواہش کو قربان کریں، اللہ کا حکم مانیں، سب کام کاج چھوڑیں، اٹھیں نماز کی تیاری کریں اور نماز ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

﴿عیب گوئی سے بچنا﴾

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں نصیحت یہ ارشاد فرمائی: لِيَحۡجِزۡكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعۡلَمُ مِنۡ نَفۡسِكَ لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے بچو اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھو۔

خطا کا پُتلا:

اللہ تعالیٰ کی ذات خود بھی "ستار العیوب" ہے اور ہمیں بھی عیب پوشی کا حکم دیا ہے۔ ہم انسانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں اور انسان تو ہوتا ہی خطا کا پُتلا ہے۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان انسان خطا اور نسیان سے بنا ہے۔ شریعت اسلامی میں حکم ہے کہ لوگوں کے عیوب اور نقائص کو تلاش نہ کیا جائے اور اگر نظر آ بھی جائیں تو انہیں چُھپایا جائے اُچھالا نہ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے شخص کے لیے ہلاکت اور تباہی کی وعید ذکر فرمائی ہے جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتا ہے اور پھر دوسروں کو بتاتا پھرتا ہے: وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ ہر ایسے شخص کے لیے تباہی و ہلاکت ہے جو لوگوں کے منہ پر ان کے عیوب بتاتا ہے یعنی طعنہ زنی کرنے والا ہے اور جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کے عیوب بتاتا پھرتا ہے یعنی غیبت کرنے والا ہے۔

سلجھا ہوا طبقہ:

جو ہر وقت لوگوں کی اچھائیاں اور خوبیاں تلاش کرتے ہیں، خوبیوں ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے خیر کے کلمات کہتے ہیں یہ لوگ بہت سی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں مثلاً: چغل خوری، بہتان، جھوٹ، غیبت

وغیرہ جیسے کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔

بگڑا ہوا طبقہ:

جو ہر وقت کسی نہ کسی کے عیوب تلاشتا رہتا ہے، اس ٹوہ میں رہتا ہے کہ کب کوئی غلطی کرے اور میں اس کو معاشرے میں رسوا کروں۔ لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے شر اور برائی کے کلمات کہتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے اگر لوگوں میں کوئی عیب نہ بھی ملے تو از خود کوئی غلط اور برائی کی بات اُن کی طرف منسوب کرتا ہے پھر اس کو معاشرے میں پھیلاتا ہے نتیجۃً ایسا انسان الزام تراشی، بہتان طرازی، کذب بیانی جیسے کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو کر خود کو خدائے رحمٰن و رحیم کی رحمت سے دور کر لیتا ہے۔

شہد کی مکھی:

ان دونوں طبقوں میں وہی فرق ہے جو شہد کی مکھی اور گندی مکھی میں ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی مثال جو لوگوں میں خوبیاں اور اچھائیاں تلاش کرتے ہیں شہد کی مکھی جیسی ہے جو پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو، لطافت اور نظافت کی متلاشی رہتی ہے ان سے رس چُوستی اور اس سے شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لیے خیر ہی خیر ہے بلکہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہی شہد ہے۔

گندی مکھی:

ان لوگوں کی مثال جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتے اور ان عیوب کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں گندی مکھی جیسی ہے جو سارے بدن کو چھوڑ کر زخم والی جگہ پر بیٹھتی ہے، غلاظتوں کے ڈھیر پر پرورش پاتی ہے، گندگی پر بسیرا کرتی ہے اور اس سے بیماریاں جنم لیتی ہیں، وبائیں پھوٹتی ہیں۔

قیامت میں شرمندگی سے حفاظت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صحیح مسلم، باب بشارۃ من ستر اللہ تعالیٰ عیبہ فی الدنیا، الرقم:4692

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے گا (اسے ذلت ورسوائی سے بچائے گا) تو اللہ کریم روز قیامت اس کے گناہوں کو چھپالیں گے۔

عیب پوشی پر جنت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَى مُؤْمِنٌ مِنْ أَخِيهِ عَوْرَةً فَيَسْتُرُهَا عَلَيْهِ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم:1480

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے عیوب کو دیکھ کر چھپالیتا ہے تو اللہ اسے بدلے میں جنت عطا فرمائیں گے۔

عیب گوئی کا انجام:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب الستر علی المومن، الرقم:2546

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی دوسرے کی ”عیب پوشی“ کرتا ہے اللہ قیامت کے دن

اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی ”عیب گوئی“ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔“

قابل مبارک باد:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَاقَتِہِ الْعَضْبَاءِ...طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہُ عَیْبُہُ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ۔

مسند البزار، الرقم: 6237

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا دوران خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قابل مبارک باد ہے وہ شخص جسے اپنا عیب لوگوں کی عیب گیری سے دور رکھے۔

قابلِ رحم حالت:

آج ہمارے معاشرے کی حالت بہت زیادہ قابل رحم ہے، لوگوں کے خفیہ عیوب ٹٹولنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس میں عوام و خواص سب شامل ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے دلوں سے اس گناہ کے گناہ ہونے کا بھی احساس مٹتا چلا جا رہا ہے۔ دوسروں کے عیوب دیکھنے اور ٹٹولنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے عیوب دیکھیں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں جب تک بندہ عیب جوئی اور عیب گوئی کے مرض کا شکار رہتا ہے اس وقت تک اپنی اصلاح نہیں کر پاتا اور جب اپنے عیوب کو دیکھنا شروع کرتا ہے تو اسے دوسروں کے عیوب دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

اللہ کریم ہمیں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

مآخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
1	مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبد اللہ بن محمد ابی شیبہ رحمہ اللہ	159ھ
2	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	241ھ
3	سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ	255ھ
4	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
5	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ	261ھ
6	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمہ اللہ	273ھ
7	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ	275ھ
8	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	279ھ
9	مسند البزار	امام احمد بن عمرو رحمہ اللہ	292ھ
10	المجالسۃ وجواہر العلم	امام احمد بن مروان مالکی رحمہ اللہ	333ھ
11	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
12	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
13	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
14	جامع بیان العلم وفضلہ	امام یوسف بن عبد اللہ رحمہ اللہ	463ھ
15	تفسیر القرطبی	امام محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ	671ھ
16	المرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی قاری رحمہ اللہ	1014ھ
17	تفسیر روح المعانی	امام محمود آلوسی رحمہ اللہ	1270ھ
18	شریعت وطریقت	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ